

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط

الحمد لله والمنه له رساله هدايت مقاله

# الجمعة

في سُنَّةِ التَّسْبِيَةِ عِنْدَ الْإِطْعَةِ  
وغيرها دون البسيلة

تصنيف لطيف

حضرت العلامة مولانا ابو عبد البكير عبد الجليل صاحب سامرودي  
نور الله مرقدہ



ناشر:

دار الكتاب والسنة

دہلی ۱۱۰۰۶





## یہ رسالہ ہدایت مقالہ

حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم صاحب سامرو دی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید محی السنہ قاصع الشکر والبدعہ امام الہند مولانا ابو محمد عبد الوہاب صاحب کا تصنیف کردہ ہے۔ اس میں فاضل موصوف نے اس امر کی مدلل توضیح کی ہے کہ کھانے، پینے، وضوء وغیرہ کی ابتداء میں مسنون طریق صرف بسم اللہ کہنا ہے۔ ایسے مواقع میں جو پوری بسم اللہ پڑھنے کا عام رواج ہے وہ غلط اور بے دلیل ہے۔

علامہ موصوف نے اسی موضوع پر اس کے قبل عربی زبان میں ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام ”الغبغبہ“ تھا جس سے صرف علماء و اہل عرب مستفید ہوتے رہے۔ اب یہ اسکا ترجمہ ہے۔ مترجم خود مصنف ہیں جس کی وجہ سے ترجمہ ہر طرح قابل اطمینان ہے۔ اب اردو خواں حضرات بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ وبالله التوفیق۔ فقط

دارالکتاب والسُنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ حَمْدًا كَثِيرًا ۝ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى مَنْ بُعِثَ  
إِلَى النَّاسِ كَافَّةً بِالْحَقِّ بِشِيرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ وَسِرَاجًا وَقَمَرًا  
مُبِيرًا ۝ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ الَّذِينَ سَارُوا فِي نُصْرَةِ دِينِهِ سِيرًا حَثِيثًا ۝

اما بعد بندہ ناچیز الراہی رحمتہ ربہ ابو عبد البکیر محمد عبد الجلیل سامرودی کان اللہ عرض کرتا ہے کہ عرصہ دراز سے ہمارے دینی برادران میں تنازع چلا آ رہا ہے۔ اشتہار بازیوں کی نوبت آ گئی۔ ایک دوسرے پر طعن و طنز کی باری آپہنچی بات دیکھی جائے تو کچھ نہیں۔ ایک فریق کہتا ہے کھانے پینے، وضوء وغیرہ میں پوری بسم اللہ شریف پڑھنی چاہئے۔ ایک فریق کہتا ہے ان مقامات میں صرف بسم اللہ ہی کہنی چاہئے، پوری نہیں۔ فریق اول فریق ثانی کو طنز کے علاوہ ”آدھی بسم اللہ والے“ بھی لقب دیتے ہیں۔ تعجب پر تعجب اس امر کا ہے کہ ہر فریق مدعیان حدیث و عامل بالحدیث ہیں۔ اگر ایک فریق اہل الراۃ والتقلید سے ہوتا تو نہ محل تعجب ہی تھا اور نہ ہی مقام افسوس۔ عاملین حدیث کو تنازع کے وقت اِلٰی اللہ و اِلٰی الرسول ہی رجوع کر لینا کفایت کرتا ہے۔ لقولہ تعالیٰ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور ارشاد ہوتا ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔ اور فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَأْتِيهَا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا أَمْرًا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔

تنازع کے وقت کتاب و سنت سے فیصلہ حاصل کرنا اس پر چار و ناچار راضی ہونا، کتاب و سنت کو مقدم رکھنا۔ پیغمبر اسلام کو اپنے لئے نمونہ قرار دینا یہ ہمارا اولین فرض ہے۔ چاہے دنیا خلاف کرتی ہو۔ نفسانیت کو دور کرنا ہمارا لازمہ ہے ہر فریق عالمین حدیث ہونے کو اپنا فخر تصور کرتے ہیں۔ پھر طعن و طنز سمجھ میں نہیں آتا زیادہ سے زیادہ خطائی الاجتہاد کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ قابل طعن و طنز ہرگز نہیں۔ ہمارے اسلاف صحابہ و تابعین رحمہم اللہ وضعی عنہم میں بھی اجتہادی خطائیں پائی جاتی تھیں مگر نیک نیتی سے۔ ایک دوسرے پر طعن و طنز سے کام نہیں لیتے تھے۔ بخلاف دور حاضرہ کے کہ للہیت کو تو نزدیک ہی نہیں آنے دیتے۔ نفسانیت ہی سے کام لیتے ہیں۔ کیا عوام اور کیا خواص خدا ہی ہمارے بھائیوں کے حال پر رحم فرماوے۔ ہمارا منصب تو محض اتباع نبویؐ ہی ہونا چاہئے۔ **لِلّٰہِ دُرٌّ مِّنْ قَالٍ**۔

**دَعُوا كُلَّ قَوْلٍ عِنْدَ قَوْلِ مُحَمَّدٍ**

اس خاکسار ذرہ بے مقدار کے دل میں آیا کہ اس امر کی تحقیق میں ایک رسالہ مدلل اردو زبان میں تحریر کیا جائے۔ تاکہ آئے دن کے آپس کے اختلافات سے مامون ہوں۔ اور حق واضح کر دیا جائے تاکہ اشتہار بازی کے طرق مسدود ہو جائیں یعنی اس رسالہ کا نام **الْجُمُہُۃُ فِی سُبُۃِ التَّنۡسِیۃِ عِنْدَ الْأَظۡعِۃِ وَغَیۡرَہَا دُونَ الْبَسْمَلَةِ** رکھا۔ **وَهُوَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلِیۡہِ التَّکْلَانُ**۔

میں اپنے دینی برادران سے عرض کروں گا کہ آپ حضرات اپنے اپنے دلوں سے عناد و نفسانیت کے حصہ کو نکال کر صاف دل اور خلوص و للہیت و انصاف کو جگہ دیتے

ہوئے حق کے ساتھ ہوں۔ دُرْمَعُ الْكِتَابِ حَيْثُمَا دَارَ كَانُمُوهُ ہونا چاہئے۔ امور متنازعہ امور شرعیہ سے ہیں دنیویہ سے نہیں۔ لہذا قول وفعل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو تلاش کرنا چاہئے، آراء رجال کی جستجو اور ان کے قیاسات کو مد نظر نہ رکھنا چاہئے۔ ہمارے بھائیوں کا ابو ہریرہؓ کی اُس حدیث سے کھانے، پینے، وضو وغیرہ پر استدلال کرنا کہ جسے عبد القادر ہادی نے اپنی اربعین بلدانیہ میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔ چنانچہ شرح مسلم و اذکار امام نووی و جامع الصغیر سیوطی وغیرہ میں وارد ہے۔ بلفظ كُلُّ اَمْرِ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَقْطَعُ گو اس حدیث کو نوویؒ نے حسن موصول قرار دیا ہے مگر یہ حدیث مختلف لفظوں سے ان ہی ابو ہریرہؓ سے وارد ہے۔ ایک لفظ میں یوں ہے بِالحمد لله ایک لفظ میں بِحمد الله ایک لفظ میں بِالحمد فَهُوَ اَقْطَعُ ایک لفظ میں فَهُوَ اَجْزَمُ۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں یہ تمام الفاظ ابو ہریرہؓ کی حدیث میں عبد القادر ہادی کی اربعین بلدانیہ میں مروی ہیں۔ بعض روایت میں شہادت کا بھی ذکر آتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے ان احادیث و روایات میں اچھی تطبیق دی ہے، فرماتے ہیں۔

فالاِبتداءُ بِالْحَمْدِ واشتراطُ التَّشْهَدِ خَاصٌّ بِالْخُطْبَةِ بِخِلَافِ بَقِيَّةِ الْأُمُورِ الْبَهْمَةِ فَبَعْضُهَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِالسَّبْطَةِ تَامَةً كَالْمُرَاسَلَاتِ وَبَعْضُهَا بِسْمِ اللّٰهِ فَقَطْ كَمَا فِي أَوَّلِ الْجَمَاعِ وَالذَّبِيحَةِ وَبَعْضُهَا بِلَفْظِ الذِّكْرِ مَخْصُوصٌ كَالْتَكْبِيرِ۔

امورِ مہمہ میں بھی بعض امور ایسے ہیں کہ جن میں پوری بسم اللہ پڑھنی پڑھتی ہے۔

اور بعض میں صرف بسم اللہ ہی جیسے جماع اور ذبیحہ۔ لہذا یہ حدیث ابو ہریرہؓ عبد القادر ہادی والی اپنی عمومیت پر نہیں قرآن شریف میں مراسات میں پوری بسم اللہ وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- **إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** ○ اور کشتی کی سواری میں صرف بسم اللہ ہی وارد ہے۔ ارشاد باری ہوتا ہے۔ **بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِيَهَا وَهُرَّسَهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ** ○ ہمارے پیغمبر ہر صادق سواری پر سوار ہوتے تو صرف بسم اللہ ہی فرماتے۔ ذبح کیوقت بالاتفاق صرف بسم اللہ ہی وارد ہے۔ معلوم ہوا کہ ابو ہریرہؓ والی یہ روایت عام نہیں ہے بلکہ بیشتر مواضع مخصوص صرف بسم اللہ ہی کے ساتھ ہیں۔ جنہیں آگے چل کر ہم بیان کرینگے۔ سب سے پہلے تسمیہ اور بسملہ میں فرق معلوم کرنا چاہئے۔

علامہ سید عبد الرحمن بن سید سلیمان اہل یمنی نے بلوغ المرام کی شرح میں شرح عباب سے بیان کیا ہے۔ **البسملة عبارة عن قولك بسم الله الرحمن الرحيم بخلاف التسمية فانها عبارة عن ذكر الله باي لفظ كان كذا ذكره الفاضل الديانوي في عون المعبود** یعنی بسملہ پوری بسم اللہ پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اور تسمیہ صرف خدا کے نام لینے کو کہتے ہیں۔ جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب سنئے! کہ ہمارے بھائی امام نوویؒ و امام غزالیؒ کے قول سے استدلال کرتے ہیں پوری بسم اللہ پڑھنے پر، کھانے وغیرہ پر، سو وہ صحیح نہیں۔ بلکہ ان دونوں کے کلام کی حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے فتح الباری طبع بولاق مصر ص ۴۰۵ ج ۹ میں بالوضاحت تردید کر دی ہے۔ صحیح بخاری شریف کے باب التسمیة علی

الطعام والاكل باليمين میں لکھتے ہیں المراد بالتسمية على الطعام قول بسم الله في ابتداء الاكل - تسمية سے مراد کھانے پر بسم اللہ کہنا ہے۔ کھانے کے شروع میں۔ امام نوویؒ نے بھی مسلم کی شرح میں ایک مقام پر تسمیہ پر اسی طرح تحریر کیا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:- و اصرح ما ورد في صفة التسمية ما أخرجه ابو داود والترمذي من طريق ام كلثوم عن عائشة مرفوعاً اذا اكل احدكم طعاما فليقل بسم الله فان نسي في اوله فليقل بسم الله اوله واخره تسمية کی واضح صریح تر شکل وہی ہے کہ جو ابو داود اور ترمذی میں عائشہ صدیقہؓ سے وارد ہے مرفوعاً جب کھاوے ایک تمہارا کھانا اُسے چاہئے کہ بسم اللہ کہے، اگر بھول جائے شروع میں تو بسم اللہ اولہ و آخرہ کہہ لے۔

میں کہتا ہوں یہ لفظ ترمذی کے ہیں۔ ابو داود میں بالمعنی ہیں۔ ابن ماجہ میں ہے۔ باب التسمية عند الطعام۔ عائشہ صدیقہؓ سے اس میں ایک اعرابی کا واقعہ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- أَمَّا أَنْتَ لَوْ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ لَكَفَأُكُمْ فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَقُولَ بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ۔ اگر یہ بسم اللہ کہہ دیتا تو تمہیں کفایت کر جاتا یہ کھانا۔ جب تم میں سے کوئی کھانا کھاوے تو اُسے چاہئے کہ بسم اللہ کہے۔ اگر بھول جاوے شروع میں بسم اللہ کہنی تو اُسے چاہئے کہ کہے بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ولہ شاهد من حدیث امیة بن مخشی عند ابی داؤد والنسائی واما قول النووی فی اَدَابِ الْاَكْلِ مِنَ الْاِذْكَارِ صَفَةِ



التسمية من اهم ما ينبغي معرفته والافضل ان يقول بسم الرحمن الرحيم فان قال بسم الله كفاه وحصلت السنة فلم ار له ادعاء من الافضلية دليلا خاصا واما ذكره الغزالي في آداب الاكل من الاحياء انه لو قال في كل لقمة بسم الله كان حسنا وانه يستحب ان يقول مع الاولى بسم الله ومع الثانية بسم الله الرحمن الرحيم وكذا في الثالثة فلم ار لاستحباب ذلك دليلا انتهى ما في الفتح۔

یعنی عائشہ صدیقہؓ کی روایت کیلئے ابو داؤد و نسائی میں امیہ بن مخشؓ سے شاہد ہے ہاں امام نوویؒ کا اپنی کتاب الاذکار کے آداب اکل میں یہ کہنا کہ تسمیہ کی صفت ایک اہم ترین معلومات سے ہے کہ جس کا معلوم کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ افضل یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے۔ اور اگر صرف بسم اللہ ہی کہے تو کافی ہوگا اور سنت بھی ادا ہو جائیگی۔ حافظ فرماتے ہیں: میں نے ان کے فضیلت کے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں دیکھی۔ ہاں ایک بات امام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیاء کے آداب الاکل میں کہا ہے۔ کہ اگر ہر لقمہ پر بسم اللہ کہے تو بہتر ہے۔ اور پہلے لقمہ کیساتھ صرف بسم اللہ اور دوسرے تیسرے کے ساتھ پوری بسم اللہ پڑھنی مستحب ہے۔ مگر میں نے انکے استحباب کی بھی کوئی دلیل نہیں دیکھی۔ امام نوویؒ نے مسلم کی شرح کے ص ۱۷۲ میں لکھا ہے باب آداب الطعام میں وتحصل التسمية بقوله بسم الله فان قال بسم الله الرحمن الرحيم كان حسنا الخ غزاليؒ کی طرح بقول حافظ صاحب اس کی بھی کوئی دلیل نہیں۔ کیا اچھا کسی نے کہا ہے۔۔

دع عنك أراء الرجال وقولهم فقول رسول الله ازكى و اشرح

وقال اخر

ياأبي الفتى الاتباع الهوى ومنهج الحق له واضح

وقال اخر

خلاف پیمبر کے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ہمارے بھائیوں کو لوگوں کی رائے سے کیا غرض۔ مگر افسوس کہ ہمارے بھائی ناحق بے اصل چیز پر اڑ کر اتباع سنت نبویہ کے کرنے پر لب کشائی و طعن کرتے ہیں۔ جو ان کی شایان شان سے کوسوں دور ہے۔ ہمیں حق سے عداوت نہیں، ضد و ہٹ دھرمی نہیں عبد مجذع بھی اگر حق بتادے تو بلا چوں و چرا تسلیم و سرخم کرنا ہمارا عین فرض ہے۔ امام نوویؒ و امام غزالیؒ و علامہ سہروردی صاحب عوارف المعارف چونکہ وہ بھی ان کے ہمنوا ہیں۔ اگرچہ بڑی ہستیاں ہیں مگر حق ان سب سے بڑا ہے۔ حق کے سامنے سب چھوٹے، یہ ہمارا اعتقاد ہے۔ اور ایک فرد مسلم کو رکھنا بھی چاہئے۔ یہاں ہمارا مقابلہ ان ہستیوں سے نہیں بلکہ ان کا ارشاد نبویؐ و افعال پیغمبریؐ سے ہے۔ ہم خود سوچ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمیں اب کون سی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ اگر کوئی ایک مقام میں اقوال و افعال نبویؐ سے پوری بسم اللہ کھانے پینے، وضوء، جماع، ذبح وغیرہ سے ثابت ہو منقول ہو واضح کریں۔ ہم سب سے پہلے اس پر عمل کرنے کیلئے مستعد ہیں۔ بقول حافظ کوئی دلیل پوری بسم اللہ پڑھنے کی نہیں۔

دوستو! جب دلیل جس کی نہ ہو اس پر اڑنا اور اس کے خلاف عاملین سنت نبویہ کو

طعن و طنز سے یاد کرنا، خدا لگتی فرمائیں یہ کن کا کام ہے۔ خداوند کریم ہمارے بھائیوں کو نیک توفیق بخشے۔ ہم اس جگہ صحیحین سے دس حدیثیں اولاً بیان کر کے پھر سن وغیرہ سے ذکر کریں گے۔ اور اپنے کلام کو صحیحین ہی کی حدیث پر ختم کی آرزو رکھتے ہیں۔

یہ رسالہ دو فصل ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ فصل اول اس میں دس احادیث صحیحین مسطور ہیں۔

## حدیث اول

عن جابر بن عبد الله قال كنا مع رسول الله ﷺ في سفر فتخلف ناضح وفيه فنخسه رسول ﷺ ثم قال: اركب بسم الله جابر بن عبد الله نے کہا ہم آپ کے ہمراہ سفر میں تھے میرا اونٹ پیچھے رہ گیا۔ واقعہ پورا بیان کیا۔ اس میں ہے۔ آپ نے اونٹ کو ایک چوکا لگایا اور مجھ سے کہا بسم اللہ کہہ کر اب سوار ہو جا۔ مسلم کتاب البیوع ص ۲۹ ج ۲ یہ حدیث متفق علیہ ہے مگر یہ الفاظ صرف مسلم کے ہیں۔

## دوسری حدیث

عن عبد الرحمن بن ابی بکر ان ابا بکر تضيف رهطاً وفيه هات طعامك فجاءه فوضع بيده: فقال بسم الله الاولى من الشيطان فاكلوا۔ عبد الرحمن بن ابوبکر فرماتے ہیں: میرے باپ ابوبکر نے چند مہمانوں کی ضیافت کی واقعہ طویل ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ انکے پاس کھانا لایا گیا۔ اور کھانے میں ہاتھ رکھا۔ اور کہا بسم اللہ۔ ابوبکر نے کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ یہ حدیث بخاری شریف باب ما یکرہ من الغضب والحزع عند الضیف ص ۹۰ ج ۲، مسلم

شریف ص ۱۸۶ ج ۲ باب اکرام الضیف و فضل ایشارہ میں ہے مسلم کے لفظ اس طرح ہیں۔ فجئ بالطعام فسمی واکل واکلوا یعنی کھانا لایا گیا پھر اللہ کا نام لیا۔ خود نے بھی کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔

## تیسری حدیث

حضرت انس بن مالکؓ سے بی بی زینب کے واقعہ میں آپؐ نے دس دس آدمیوں کو بلایا۔ وہ کھا کھا کر چلے جاتے و یقول لہم اذکروا اسم اللہ و لیا کل کل رجل حمایلیہ۔ اور ان سے فرماتے اللہ کا نام لو اور اپنے آگے سے ہر ایک کو لازم ہے کہ کھاوے۔ یہ حدیث بخاری شریف باب الهدیۃ للعروس کتاب النکاح میں ہے۔ اذکروا اسم اللہ کا معنی بسم اللہ کہنے کے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے۔ وَ اذْکُرُوا اللہَ عَلَیْہِ۔ سورۃ مائدہ آیت ۵۔ فَ اذْکُرُوا اللہَ عَلَیْہَا۔ سورۃ حج آیت ۳۶۔ لَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ یَذْکُرِ اسم اللہ علیہ۔ سورۃ انعام آیت ۱۲۱۔ وَ کُلُوا مِمَّا ذْکُرِ اسم اللہ عَلَیْہِ۔ انعام آیت ۱۱۸۔ لَا یَذْکُرُونَ اسم اللہ عَلَیْہَا۔ سورۃ انعام آیت ۱۳۸۔ ان سب کی تفسیر رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔ اِذْجُوعُوا بِاسْمِ اللہ یعنی بسم اللہ کہہ کر ذبح کرو۔

ابن عباسؓ نے آیت وَ اذْکُرُوا اللہَ عَلَیْہِ کی تفسیر میں فرمایا اذ ارسلت جاحک فقل اسم اللہ چنانچہ تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں ابن ابی حاتم وغیرہ سے وارد ہے۔ صحیحین میں عدی بن حاتمؓ سے وارد ہے، آپؐ نے فرمایا انکو اذ ارسلت کلبک فاذکر اسم اللہ اور فرمایا اذ رمیت بسهمک فاذکر اسم اللہ۔ نیز صحیحین میں

ابو ثعلبہ خنسی سے وارد ہے آپؐ نے ان سے فرمایا وما صدت بقوسك فذكرت اسم  
 اللہ فكل۔ نیز صحیحین میں رافع بن خدیجؓ سے وارد ہے مرفوعاً ما أنهر الدم وذكر  
 اسم اللہ فكل۔ بالاتفاق ذبح و شکار پر خدا کا نام ذکر کرنے سے مراد بسم اللہ ہی کہنا  
 ہے۔ اس میں کسی فرد مسلم کا اختلاف نہیں۔ اہلسنت کی تو یہی ذبح وغیرہ کی بسم اللہ ہے۔  
 ہاں مجھے یاد آگیا کہ مقلدین احناف کے یہاں ذبح اور وضوء اور کھانے کے قبل لا الہ  
 الا اللہ۔ الحمد للہ۔ سبحان اللہ جو بھی کہہ دے اسکی بسم اللہ ہوگئی۔ خدا کا ذکر بسم اللہ  
 ہی میں حصر نہیں۔ چنانچہ انکی محیط میں ہے۔ یہ ہمارے پیغمبر کی تعلیم نہیں رسول کریم  
 ﷺ نے ان مقامات میں خدا کے نام لینے کا طریقہ امت کو بسم اللہ کہنے کے ساتھ  
 سکھایا۔ آپؐ نے بذات خود ان مقامات میں نہ پوری بسم اللہ پڑھی اور نہ بتائی۔ میرے  
 ماں باپ فدا ہوں ایسے مبلغ اور مفسر پر ہمیں تو آپؐ ہی کا بیان کافی ہے۔

### چوتھی حدیث

عمر بن سلمہ کہتے ہیں میں بچہ تھا آپؐ کا لے پالک، کھانے کے وقت میرے ہاتھ  
 کھانے کے برتن میں سب طرف گھومتے آپؐ نے مجھ سے کہا یا غلام سم اللہ۔ اے  
 بچے بسم اللہ کہہ اور اپنے آگے سے کھا۔ یہ حدیث بخاری شریف کتاب الاطعمۃ  
 باب التسمیۃ علی الطعام والاکل میں ہے۔ حافظ نے کہا تسمیہ سے اس جگہ مراد  
 بسم اللہ کہنا ہے، نیز اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ ص ۷۲ اج ۲ میں۔

### پانچویں حدیث

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے ان قوماً یا تو ننا بلحم لا ندري اذکروا اسم

اللہ علیہ ام لا فقال سموا الله عليه فكلوا۔ ایک قوم ہمارے پاس گوشت لائی (نومسلموں میں سے) ہمیں پتہ نہیں کہ انہوں نے اس کو بسم اللہ کہہ کر بھی ذبح کیا تھا یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصيد والذبائح باب ذبیحة الاعراب ونحوہم میں ہے۔

## چھٹی حدیث

ابو ثعلبہ خثمیؓ سے وارد ہے مرفوعاً فما اصبحت بقوسك فاذا كرا سم الله ثم كل وما اصبحت بكلكك المعلم فاذا كرا سم الله ثم كل۔ ابو ثعلبہؓ سے فرمایا تو نے یہ جو بیان کیا ہے کہ میں شکار کی زمین کا باشندہ ہوں لہذا جو شکار اپنی کمان سے حاصل کرے تو بسم اللہ کہہ کر اور پھر اُسے کھانا اور جو سکھائے ہوئے اپنے کتے سے شکار کرے تو بھی بسم اللہ کہہ کر شکار کرنا پھر کھانا۔ یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصيد والذبائح اور مسلم شریف ص ۴۶ ج ۲ میں ہے۔

## ساتویں حدیث

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث ابو الیسر کے قصہ میں قال خذ یا جابر فصب علی وقل بسم الله فصببت وقلت بسم الله آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے جب پانی کے فوارے نکلنے لگے آپ نے مجھ سے کہا اے جابر بسم اللہ کہہ کر مجھ پر پانی بہا۔ جابرؓ فرماتے ہیں، میں نے حسب الارشاد بسم اللہ کہتے ہوئے پانی ڈالا۔ یہ حدیث مسلم شریف میں ص ۴۱۸ میں قصہ ابو الیسر کے ضمن جابرؓ کی طویل حدیث میں ہے۔

## آٹھویں حدیث

معراج کی روایت میں ہے یا موسیٰ قد والله استحيٰ من ربی ما  
اختلف الیه قال فاهتبط بسم الله۔ موسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے  
خدائی طرف نمازوں کی تخفیف کرانے کی غرض سے بار بار مراجعت کا ارشاد فرمایا۔ بالآخر  
آپؐ نے فرمایا، اے موسیٰ مجھے اب اپنے رب کے سامنے بار بار جاتے شرم آتی ہے۔  
حضرت موسیٰؑ نے خفا ہو کر فرمایا تو بس چل یہاں سے بسم الله کہتے ہوئے۔ یہ حدیث  
حضرت انس بن مالکؓ کی روایت سے بخاری شریف کتاب التوحید باب  
وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا میں ہے۔

## نویں حدیث

حضرت صہیبؓ سے مروی ہے اصحاب اغدود والے واقعہ میں اس لڑکے نے  
بادشاہ سے کہا تو مجھے مار نہیں سکتا جب تک کہ تو میرے کہنے کے بموجب عمل نہ کرے۔  
اس نے کہا وہ کیا۔ لڑکے نے کہا تو پبلک کو ایک وسیع میدان میں جمع کر اور مجھے کھجور  
کے ٹھنڈ پر چڑھا اور میرے ہی تیسروں میں سے ایک تیسرے اور کان میں رکھ  
ثم قل بسم الله رب الغلام پھر کہہ بسم الله رب الغلام اس نے اسی  
طرح کیا ثم قال بسم الله ثم رماہ اور بسم الله کہہ کر مارا وہ لڑکا شہید ہو گیا۔ یہ حدیث  
صحیح مسلم ص ۳۱۵ ج ۲ میں ہے۔

## دسویں حدیث

بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شکر یا سر یہ پر کسی کو امیر مقرر فرماتے تو اُسے

تقویٰ داری کی وصیت فرماتے۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کی نصیحت فرماتے۔ پھر فرماتے اغزو اباسم اللہ فی سبیل اللہ لڑو بسم اللہ کر کے اللہ کی راہ میں۔ یہ حدیث مسلم شریف کتاب الجہاد ص ۸۲ ج ۲ میں ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں اس طرح بھی وارد ہے انطلقوا بسم اللہ۔ بسم اللہ کہہ کر نکلو۔

مقابلہ کے لئے یہ دس حدیثیں اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے پیش خدمت ہیں جو اپنے مدعا میں کامل و اکمل اور ناطق بے غل میں وباللہ التوفیق۔

## فصل ثانی

اس میں سنن وغیرہ کی روایتیں مسطور ہیں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔

### فصل اول پانچاںہ کیوقت بسم اللہ کہنے کا بیان

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وارد ہے مرفوعاً۔ سترو ما بین اعین الجن و عورات بنی آدم اذا دخل احدہما الخلاء ان یقول بسم اللہ۔ بنی آدم کی شرمگاہوں اور جنوں کی آنکھوں کے درمیان پردہ یہ ہے کہ خلاء میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ کہے۔ یہ حدیث جامع ترمذی باب ما ذکر من التسمیۃ فی دخول الخلاء، او اخر ابواب الصلاة میں ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب غیر قوی الاسناد فرمایا ہے مگر مغلطائی نے اس پر تعاقب کیا اور کہا کہ اگر کوئی یوں کہے کہ اس کی صحیح ہے تو وہ مصیب ہے۔ اس لئے کہ اس کی سند میں کوئی راوی کسی قسم سے مطعون نہیں۔ یہ بات امام شوکانیؒ نے حسن حصین کی شرح میں تحریر فرمائی ہے۔ اس حدیث کو سیوطیؒ نے بھی صحیح کہا ہے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ وابن ماجہ نے صحیح سند سے



روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں مرفوعاً ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ اذا دخل فليقل بسم الله۔ طبرانی اوسط میں حسن اسناد سے اور ابن شیبہ نے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ اذا وضع احدكم ثوبه ان يقول بسم الله۔ حافظ ابو بکر ابن السنی نے اپنی کتاب عمل الیوم والليلة باب ما يقول اذا خلع ثوباً لغسل او نومه میں انس بن مالک سے اسی طرح روایت کیا ہے اور باب التسمية عند دخول الخلاء میں ان کی حدیث سے مرفوعاً یوں ہے۔ هذه الحشوش محتضرة فاذا دخل احدكم الخلاء فليقل بسم الله۔ اور باب التسمية عند الجلوس على الخلاء میں ہے۔ اذا جلس على الخلاء ان يقول بسم الله حين يجلس۔ یہ روایتیں صریح دلیل ہیں اس امر پر کہ پانخانہ کے وقت بھی پوری بسم اللہ نہیں صرف بسم اللہ ہی ہے۔ فاضل مناوی نے جامع الصغیر کی شرح میں لکھا ہے۔ قال بعض ائمتنا الشافعية ولا يزيد الرحمن الرحيم لان المحل ليس محل ذكر ووقوفامع ظاهر هذا الخبر۔

امام شوکانی نے شرح حصن حصین میں لکھا ہے۔ قول بسم الله ظاهره ان هذا اللفظ يكفى دون ان يزيد الرحمن الرحيم صرف بسم الله ہی کہنی چاہئے۔ الرحمن الرحيم زياده نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ یہ جگہ ذکر کی نہیں۔

ابن حجر مکی نے بھی منہاج نووی کی شرح تحفۃ المحتاج میں بیان کیا ہے۔ بات تو صحیح ہے مگر علت بیان کرنی کہ یہ جگہ ذکر کی نہیں صحیح نہیں۔ اگر واقعی یہی علت ہوتی تو لفظ اللہ کو بھی ذکر نہ کرتے ایسے محل میں خدا کو ذکرنا بھی تو اچھا نہ ہونا چاہئے۔ جب اسم

ذاتی کو ذکر کیا تو رحمن و رحیم تو یہاں محض صفتاً وارد ہیں۔ ان کے ذکر میں کیا قباحت ہونی چاہئے البتہ یہ کہا جائے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر اکتفا کیا ہے لہذا ہمیں بھی اسی پر اکتفا کرنا چاہئے۔ تو یہ نہایت ہی موزوں ہے۔

## فصل جانور کے لغزش کی بوقت بسم اللہ کہنے میں

ابو اسلمیہ کے والد امساء بن عمیرؓ فرماتے ہیں میں آپ ﷺ کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا۔ اونٹ نے لغزش کھائی میری زبان سے نکلا تعس الشیطان۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا ایسا مت کہو اس سے شیطان پھول جاتا ہے گھر کی طرح، اور کہتا ہے میں نے اپنی طاقت سے گرایا ہے۔ بلکہ تم بسم اللہ کہو اس سے وہ بالکل مکھی کی طرح چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور نسائی نے اور احمد و ابوداؤد و ابویعلیٰ و ابن السنی اور طبرانی نے اور حاکم نے کہا یہ صحیح ہے۔ تیسری الجہنی اس آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ جو آپ ﷺ کی سواری پر ہم رکاب پیچھے تھا۔ اسی آدمی نے کہا میں آپؐ کے ہمراہ گدھے پر سوار تھا اس نے لغزش کھائی میں نے کہا تعس الشیطان۔ آپؐ نے فرمایا یوں مت کہہ اس سے شیطان پھولتا ہے۔ اور اگر تو بسم اللہ کہہ دے تو وہ ذلیل اور مکھی سے بھی زیادہ چھوٹا ہو جاتا ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمدؒ نے جیسند سے اور بیہقی نے اور بغوی نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

## فصل زخم لگنے کی بوقت بسم اللہ ہی کہنی چاہئے

جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے غزوہ احد کے ذکر میں آپ ﷺ نے فرمایا قوم کی ذمہ داری کون لیتا ہے۔ ابو طلحہؓ نے کہا میں اے اللہ کے رسولؐ۔ خوب ہی لڑے، اس

میں آپ کی انگلی شہید ہو گئی۔ آپ نے کہا حس (یہ ایک کلمہ ہے کہ انسان تکلیف کے پہنچنے پر کہا کرتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لو قلت بسم اللہ اگر تو اس وقت بسم اللہ کہتا تو تجھے فرشتے اٹھا لیجاتے لوگوں کی نظروں کیسا منہ سے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام نسائی نے اپنی سنن کے باب ما یقول من یطعنه العدو۔ دارقطنی کی افراد میں اور ابن عساکر اور طبرانی اور ابن شاکین نے اپنی امالی میں اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں یوں روایت کیا ہے۔ کلمہ نے احد کی لڑائی میں حضرت ﷺ کی اپنے ہاتھ سے محافظت کی۔ وہ کٹ گیا اس پر انہوں نے کہا حس۔ آپ نے فرمایا لو قلت بسم اللہ اگر تو بسم اللہ کہتا تو اپنی جنت کی جگہ دیکھ لیتا حالانکہ تو دنیا ہی میں ہوتا۔ سنن داری باب سخاء النبی ﷺ میں عبد اللہ بن ابوبکر کے طریق سے وارد ہے۔

ایک عرب کے آدمی نے کہا میرے پیر میں موٹی وزنی جوتی تھی حنین کی بھیڑ میں کہیں میری جوتی کے تلے آپ ﷺ کا پیر آ گیا۔ آپ نے ایک کوڑا مارا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور بسم اللہ کہی اور کہا تو نے مجھے تکلیف پہنچائی مجھے رات بھر چین نہیں آیا اپنے کو کوٹتا رہا۔

## فصل درد کی جگہ انگلی رکھتے وقت بسم اللہ کہے

عثمان بن ابی العاص ثقفی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے جسم میں ایک جگہ درد کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، قل بسم اللہ ثلاثا وقل سبع مرات أعوذ بالله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر من وجعی لهذا۔ تو تین مرتبہ بسم اللہ بسم اللہ بسم اللہ کہہ۔ اور سات مرتبہ یہ دعا أعوذ بالله وقدرته

اخیر تک کہہ۔ یہ حدیث صحیح مسلم و موطا امام مالک اور سنن اربعہ و مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ الذاکرین شرح مختصر حصن حصین میں فرماتے ہیں۔  
ان من تالم بشئ من جسدة وضع یدہ قائلاً بسم اللہ هذا اذا كان الالم  
فی موضع واحد من جسدة وان كان فی مواضع منه وضع یدہ علی موضع  
موضع منها ویقول فی کل موضع بسم اللہ یعنی ہاتھ رکھ کر درد کی جگہ بسم اللہ  
کہے۔ یہ اس وقت ہے کہ جب درد ایک ہی جگہ ہو۔ اور اگر درد بدن میں کئی جگہ ہو تو ہر  
درد کی جگہ ہاتھ رکھے۔ اور بسم اللہ کہے۔

تاریخ ابن عساکر اور مکرم الاخلاق خراطی میں اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت  
ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا۔ اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھ اور تین مرتبہ بسم اللہ کہہ۔  
اذہب عنی شرماء جدد بدعوة نبيك الطيب المبارك المكين عند بسم  
الله عثمان ثقفیؓ والی روایت کو طبرانی و حاکم نے انس بن مالکؓ سے اور امام احمدؓ  
نے اور طبرانی نے کعب بن مالکؓ سے بھی روایت کیا ہے حدیث انسؓ کو حاکم نے  
صحیح کہا اور حدیث کعبؓ کو سیوطی نے حسن کہا ہے۔

صحیحین وغیرہ میں عائشہؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ انسان کے بدن میں زخم یا پھوڑا  
پھنسی ہو زمین پر انگلی لب لگا کر رکھے۔ اور پھر وہاں سے اٹھا کر زخم پر رکھے اور کہے۔  
بسم الله تربة أرضنا بريقه بعضنا ويشفى سقيمنا۔

صحیح مسلم وغیرہ میں ہے حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف

لائے اور فرمایا اے محمدؐ آپ بیمار ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں حضرت جبریلؑ نے فرمایا  
بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ الْخ۔

## فصل وسوسہ کے وقت بسم اللہ کہنے کا ذکر

اسامہ بن عمیرؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وسوسہ آئے تو اپنے  
دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اپنی داہنی ران کو چوکا مار، اور کہہ بسم اللہ۔ یہ ابلیس  
کیلئے چھری ہے۔ اس حدیث کو حکیم ترمذی اور ماوردی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

## فصل سوار ہوتے وقت بسم اللہ کا ذکر

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اپنا پیڑ جب رکاب میں رکھا تو کہا بسم اللہ۔ پھر جب  
سواری کی پیٹھ پر سوار ہوئے تو فرمایا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا خیر تک۔ پھر آپؐ ہنسے۔  
علیؓ بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے کہا۔ اے امیر المؤمنین! آپؐ کیونکر ہنسے، جواباً کہا:  
میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپؐ نے بھی ایسا ہی کیا تھا، اور ہنسے تھے۔ اس  
حدیث کو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے اسانید صحیحہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابوالاس عبد الرحمن بن عثمینؓ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا ہراونٹ کی کوہان پر  
شیطان ہے۔ جب تم سوار ہو فاذکروا اسم اللہ تو اللہ کا نام لو۔ روایت کیا اس حدیث  
کو احمد و طبرانی وابن خزیمہ و حاکم نے اور روایت کیا ہے اس حدیث کو حاکم و طبرانی کبیر  
نے ابو ہریرہؓ سے اور احمد و طبرانی وابن حبان و ابوداؤد و نسائی نے حمزہ بن عمر اسلمی سے  
ابوبکر ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں باب التسمیۃ عند الركوب اور باب ما  
يقول اذا وضع احد فی الركاب میں حضرت عمرؓ سے مرفوعاً کہ ہراونٹ کی پشت

پر شیطان ہے جب تم اس پر سوار ہو تو قُولُوا بِسْمِ اللّٰهِ کہو بسم اللہ۔

## فصل وضوء کی وقت بسم اللہ کہنے کا ذکر

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے وضوء کے لئے پانی طلب کیا۔ آپؐ نے فرمایا کسی کے پاس کچھ پانی ہے تو لاؤ، پس لایا گیا۔ اس پانی میں اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا تَوَضَّعُوا بِسْمِ اللّٰهِ۔ بسم اللہ کہہ کر وضوء کرو۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور نسائی اور بیہقی نے روایت کیا اور نسائی و بیہقی نے یوں سرخی قائم کی ہے۔ باب التسمیۃ عند الوضوء اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں باب کیفیۃ التسمیۃ علی الوضوء سرخی دی ہے۔ اور روایت کیا اس کو دارقطنی اور امام احمدؒ نے۔ ابوالشیخ ابن حبان میں ہے۔ یا ابا ہریرۃ اذا توضأت فقل بسم اللہ۔ اے ابو ہریرہ جب تو وضوء کرے تو بسم اللہ کہہ۔ اس حدیث کو طبرانی کبیر نے بھی روایت کیا ہے۔ گو اسکی سند قوی نہیں مگر انکے لئے شواہد موجود ہیں۔ امام نوویؒ کا آذکار میں یہ کہنا کہ یرستحب ان یقول فی اولہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وان قال بسم اللہ کفی۔ یعنی وضوء کے اوّل پوری بسم اللہ کہنی مستحب ہے۔ اور صرف بسم اللہ پر اکتفا کرنا بھی کفایت کرتا ہے۔ یہ انکا کہنا صحیح نہیں بے دلیل ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے صرف خدا کا نام لینا بیان کیا ہے۔ پوری نہیں فرمائی۔ ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے مرفوعاً لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ۔ یہ روایت عائشہؓ و انسؓ و سہل بن سعدؓ وغیرہم سے بھی مروی ہے۔ آپؐ کے اور صحابہ کے افعال اسی کی تائید میں ہیں کسی ایک

نے اس جگہ پوری بسم اللہ نہیں کہی۔ حسن حصین میں جزریؒ نے اذا توضأت فلیسم اللہ کے لفظ سے ابو داؤد و ترمذی کی طرح نسبت کیا ہے۔ مگر مجھے اسمیں شبہ ہے، بہر کیف یہ حدیث حسن لغیرہ قابل احتجاج ہے۔ چنانچہ امام شوکانیؒ نے نیل و تحفۃ الذاکرین میں بیان کیا ہے۔

خدا جزائے خیر دے۔ اس آدمی کو جو وضوء کے وقت ہمیں رسول کریم ﷺ سے پوری پڑھنے کی کوئی ایک کمزور روایت بھی بتا دے ورنہ خود رائے سے احتراز کرے۔

## فصل کھانے پر بسم اللہ کا بیان

سنن داری میں باب ما اکرم به النبی ﷺ فی بركة طعامہ میں حضرت جابرؓ کی روایت سے ہے، کھانا لایا گیا آپؐ نے اُس پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا: بسم اللہ کلو۔ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ سب نے کھایا اور سب سیراب ہو گئے۔

حافظ نے فتح الباری ص ۳۳۱ ج ۶ مطبوعہ مصر میں اور ص ۷۹ ج ۲ میں کئی ایک طرق اس کے بیان کئے ہیں۔ اختصار کی بنا پر اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

مسند احمد و طبقات ابن سعد اور ابو نعیم کی دلائل النبوة میں عبد اللہ بن طغفہؓ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کا مہمان ہوا۔ آپؐ نے عائشہؓ سے فرمایا کچھ ہے؟ جواب دیا ہاں قدرے مالیدہ ہے آپؐ کے افطار کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ آپؐ کے سامنے رکھا گیا، آپؐ نے کھایا پھر ہماری طرف بڑھایا۔ ثم قال کلو باسم اللہ۔ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ سو میں نے حسب تعمیل نوش کیا۔

طبرانی میں ابو ہریرہؓ سے صحیح سند سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور کہا گھر

چل۔ گھر پہنچ کر آپؐ نے کھانا منگوایا۔ ایک پیالے میں عصیدہ (گیہوں کے آٹا کا حلوا) تھا، مجھے دیا گھروالوں نے۔ اُسے میں آپؐ کے سامنے لے آیا آپؐ نے فرمایا: مسجد والوں کو بلا لاؤ، میں سوچتا رہا کہ کھانا تو تھوڑا ہے اور حکم کی تعمیل نہ کرنا یہ بھی گناہ ہے۔ آخر بلا لایا، سب جمع ہو گئے۔ آپؐ نے اس کے کناروں میں اپنی انگلیاں رکھیں اور کہا کلو ایسم اللہ۔ بسم اللہ کہہ کے کھاؤ۔ سب نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ میں نے پیالہ اٹھایا تو دیکھا جوں کا توں ہے صرف آپؐ کی انگلیوں کے نشان معلوم ہوتے تھے۔

اب حبان کی صحیح میں ہے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا: تین روز کا مجھ پر فاقہ تھا۔ میں صفہ (مسجد کی انگنائی) میں جانا چاہتا تھا کہ گر پڑتا تھا۔ بچے شور مچانے لگے: ابو ہریرہؓ دیوانہ ہو گیا۔ میں انہیں پکار پکار کر کہتا تھا تم پاگل ہو۔ پھر وہی واقعہ بیان کیا اس میں ہے۔ قال لی کل بسم اللہ۔ آپؐ ﷺ نے مجھ سے کہا بسم اللہ کہہ کے کھاؤ۔ میں برابر کھاتا رہا یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔ یہ فتح الباری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ میں ہے۔

ابو نعیم اور ابن عساکر کی تاریخ میں عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا میں آپؐ ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک میں تھا۔ ایک شب کو آپؐ نے بلالؓ سے فرمایا۔ شام کا کھانا ہے؟ بلالؓ نے کہا خدا کی قسم توشہ دان جھٹک ڈالا اس میں کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا دیکھو کہیں سے کچھ مل جائے لے آؤ۔ اسی میں ہے آپؐ نے فرمایا کلو ایسم اللہ۔ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ ہم تین تھے، کھاتے اور دوسرے ہاتھ میں گٹھلی رکھ کر شہار کرتے جاتے ۵۴۔ کھجوریں تو میں نے اپنے ہاتھ میں گئی تھیں، ہم سب شکم سیر



ہو گئے کھجوریں سب کے ساتھ اسی طرح تھیں۔ بلالؓ سے آپؐ نے فرمایا اسے اٹھا کر رکھ لو، جو بھی ان میں سے کھائے گا شکم سیر ہو جائے گا۔ دوسرے روز آپؐ نے وہ منگوائیں اور اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کلو ابسم اللہ۔ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ ہم نے کھایا، سب کے سب شکم سیر ہو گئے۔

طبرانی کی معجم صغیر میں ابن عمرؓ سے مروی ہے آپؐ کے پاس غزوہ تبوک میں پنیر لایا گیا۔ آپؐ نے چھری سے کاٹا اور کہا کلو ابسم اللہ۔ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔

ابن ابی اسحاق اور ابن جریر طبری اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت علیؓ سے اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا جب آیت **وَإِذْ رَعَيْنَاكَ الْكَافِرِينَ** اُتری تو آپؐ نے عبدالمطلبؓ کی اولاد کو جمع کیا وہ اس روز کم و بیش چالیس آدمی تھے۔ منہ جانور ان کی خوراک اور آٹھ رطل یا سولہ رطل پانی پی جاویں۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے کہا ان کے لئے کھانا تیار کرو اور پوری ایک رات اس پر رکھو، جب حکم بنایا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپؐ نے اس میں سے کچھ کھایا اور کناروں سے کچھ لیا۔ پھر ان لوگوں سے کہا نزدیک آ جاؤ۔ بسم اللہ کہتے ہوئے دس دس آدمیوں نے کھایا سب کے سب شکم سیر ہو گئے، کھانا جوں کا توں ہی تھا۔ صرف آپؐ کی انگلیوں کے نشان نظر پڑتے تھے۔ پھر وہ برتن (عس یا فرق) جس میں آٹھ یا سولہ رطل پانی سماتا تھا لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر پیو! سب نے پیا۔

طبرانی میں ام المؤمنین صفیہؓ سے مروی ہے۔ آپؐ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے تمہارے پاس کچھ ہے، میں بھوکا ہوں۔ میں نے کہا صرف دو

مُدگیہوں کا آٹا ہے۔ میں نے اسے ہانڈی میں ڈال کر پکایا۔ پکنے پر میں نے کہا پک گیا ہے۔ پھر ایک گھی کا کپ منگوایا اس میں تھوڑا تھا۔ ہانڈی میں نچوڑ دیا۔ پھر اپنا ہاتھ رکھا اور فقال بسم اللہ (بسم اللہ) کہی اور فرمایا اپنی سہیلیوں بہنوں کو بلالا۔

ابو جعفر فریابی اور ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابو نعیم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اپنے ہمراہیوں کو بلالاد۔ میں سب کو ایک ایک کر کے آپؐ کے دروازہ پر بلالایا۔ اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے اجازت دی۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: ہمارے سامنے ایک پیالہ رکھا گیا۔ جس میں تخمیناً مد بھر جو تھے۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کلو ابسم اللہ (بسم اللہ کہہ کر کھاؤ) جس قدر چاہا، کھایا۔

طبرانی اور حاکم کی مستدرک اور ابو نعیم کی دلائل النبوة اور ابن عساکر اور ابن الخبار میں ہے۔ واثلہ بن اسقعؓ سے انہوں نے کہا صفہ والوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھوک کی شکایت لیکر بھیجا۔ آپؐ نے اپنے گھر میں تاکا اور فرمایا کچھ ہے، کہا ہاں۔ ایک دو ٹکڑے اور قدرے دودھ آپکے سامنے لایا گیا۔ ٹکڑے ریزہ ریزہ کر کے اس پر دودھ ڈال دیا، پھر ہاتھ سے مل کر ٹھیک کی طرح بنا دیا۔ بعد ازیں مجھ سے فرمایا۔ اے واثلہ! دس دس آدمیوں کو بلالاد میں نے اسی طرح کیا۔ آپؐ نے فرمایا کلو ابسم اللہ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ، کناروں سے، اوپر سے نہ کھانا۔ کیونکہ برکت اوپر سے اُترتی ہے۔

سنن دارمی باب الدعاء لصاحب الطعام اذا اطعمہ میں عبد اللہ بن بسرہؓ سے ہے۔ کہتے ہیں میرے باپ نے میری ماں سے کہا رسول اللہ ﷺ کھانا تیار

کرو۔ تیار کیا، میں نے ہاتھ سے ٹرید بنا ڈالا۔ تھوڑا بنایا۔ میرا باپ گیا اور آپ کو بلالایا آپ نے اس کے اوپر کے حصہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لو باسم اللہ (اللہ کے نام سے) پس لیا سب نے۔

امام ترمذی کی شمائل اور بغوی کی شرح سنہ میں ابوالیوبہ سے ہے کہ ہم آپ کے پاس تھے، کھانا لایا گیا۔ بعد فراغت میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم نے اس قدر بابرکت کھانا نہیں دیکھا اسکی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا انا ذکرنا اسم اللہ علیہ۔ ہم نے اس پر خدا کا نام لیا تھا کھاتے وقت۔

حافظ ابو بکر ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ کے باب مایقول اذا اکل۔ میں عبد الرحمن بن جبیرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں اس آدمی نے بیان کیا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی آٹھ سال خدمت کی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو کھاتے وقت کہتے سنتے تھے کہ آپ فرماتے بسم اللہ۔

امام نوویؒ نے اذکار کے باب مایقول اذا فرغ من الطعام میں امام نسائیؒ اور حافظ ابو بکر ابن السنی سے حسن اسناد سے اس حدیث کو بیان کیا ہے نیز اسے امام احمدؒ نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

حافظ ابو بکر ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ باب مایقول اذا قرب الیہ الطعام میں عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے وارد ہے مرفوعاً آپ کے سامنے کھانا جب نزدیک کیا جاتا تو فرماتے اللھم بارک لنا فیما رزقتنا وقنا عذاب النار بسم اللہ۔ پھر آپ کھانا شروع کر دیتے۔

حافظ ابو بکر ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ باب ما یقول اذا رفع طعامہ میں انسؓ سے ہے مرفوعاً: آدمی اپنا کھانا سامنے رکھتا اس کے سامنے سے اٹھائے جانے سے پہلے اُس کی بخشش بھی ہو جاتی ہے، لوگوں نے کہا: اے خدا کے رسولؐ یہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا: رکھنے کے وقت یقول بسم اللہ۔ بسم اللہ کہتا ہے۔

طبرانی وابن حبان کی صحیح میں ابن عباسؓ سے ہے کہ ابو بکرؓ دو پہر کے وقت مسجد کی طرف نکلے عشاء نے سنا کہنے لگے اے ابو بکرؓ کیسے نکلے اس گھڑی میں۔ کہا بھوک کی سختی سے، عشاء نے کہا میں بھی اسی بنا پر نکلا ہوں، ایک صحابی نے کھانا کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب خداوند تم کو اس قسم کا دے اور ہاتھ بڑھاؤ تو قولوا بسم اللہ۔ بسم اللہ کہو۔ اور جب سیر ہو جاؤ تو الحمد للہ کہو۔ اس کا اصل واقعہ صحیح مسلم کتاب الاطعمۃ میں ہے۔ ابو ہریرہؓ کی روایت سے امام احمدؒ نے ابولطیفؒ کے قصہ میں ذکر کیا ہے قال کلوا بسم اللہ۔ پھر سب نے کھایا۔

ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ خالد بن ولیدؓ حیرہ میں فروکش ہوئے۔ ان سے خیر خواہوں نے کہا خیال رکھیں یہ عجیبی کہیں آپ کو زہرنہ پلا دیں۔ خالد بن ولیدؓ نے کہا اچھا زہر میرے پاس لاؤ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا بسم اللہ، نوش کر گئے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ص ۲۱۱ ج ۱۰ میں بیان کیا ہے۔ نیز اسے ابویعلیٰ نے ابوالسفر سے اور ابن سعد نے طبقات میں قیس بن ابی حازم سے اور ابن ابی الدنیا نے صحیح سند سے خدیثمہ سے روایت کیا ہے۔ طبرانی اوسط میں ابو ہریرہؓ سے باسناد حسن مروی ہے۔ کہ آپ ﷺ تین سانس سے پیتے تھے جب برتن منہ کے قریب کرتے یسعی اللہ اللہ کا نام لیتے۔

اور جب علیحدہ کرتے حمد اللہ کی تعریف کرتے۔ یعنی بسم اللہ اور الحمد للہ کہتے۔ اسے ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور بزار نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔

ترمذی شریف میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً ہے: اونٹ کی طرح ایک سانس سے مت پیو۔ لیکن دو یا تین سانس سے پیو۔ وسمعو اور خدا کا نام لو پیتے وقت واحمدوا اور حمد کرو برتن ہٹاتے وقت۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اشعة المعات میں اس حدیث کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ قولہ سموا نام خدا بگوید و بسم اللہ گویند۔ یعنی بسم اللہ کہو اور الحمد للہ کہو۔

ازرقی نے تاریخ مکہ میں ابن عباسؓ سے صاف بیان کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صفہ زمزم میں تھے۔ آپؐ نے ڈول کھینچنے کا حکم فرمایا: آپؐ کیلئے کنوئیں سے ڈول نکالا گیا کنوئیں کی منڈیر پر رکھا گیا، ڈول پکڑا پھر کہا بسم اللہ اور منہ لگا کر دیر تک پیا پھر سر اٹھا کر الحمد للہ کہا۔ پھر دوبارہ منہ لگا کر بسم اللہ کہہ کر پیا دیر تک مگر پہلے سے کم، پھر سر اٹھایا اور الحمد للہ کہا۔ پھر عود فرمایا اور بسم اللہ کہہ کر منہ لگا دیر تک پیا مگر دوسری دفعہ سے کم۔ پھر سر اٹھایا اور الحمد للہ کہا۔ سیوطی نے اسے دمنثور میں ازرقی سے سورۃ براءۃ میں اَجْعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ کے تحت بیان کیا ہے۔ مسند احمد اور ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے مرفوعاً اذا اكل احدكم طعاما فليقل بسم الله۔ جب تم میں کوئی کھانا تناول کرے تو اسے لازم ہے کہ بسم اللہ کہے۔

ابن سعد کے طبقات میں ہے ام عامر اسماء بنت یزید بن السکن سے انہوں نے کہا

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھتے دیکھا۔ گھر پہنچ کر چند چپاتی وغیرہ لے کر حاضر ہوئی اور میں نے کہا میرے ماں باپ فدا ہوں کھانا نوش فرمائیے۔ آپ نے ہمارا ہوں سے کہا۔ کلو اِسم اللہ۔ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ اور بھی بے شمار اس قسم کی حدیثیں ہیں۔ جنکے ذکر سے درازی کا خوف ہے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔

### فصل رات میں کروٹ لیتے وقت بسم اللہ کا کہنا

طبرانی اوسط میں ابن عمرؓ سے مروی ہے مرفوعاً جو شخص رات کو کروٹ لے اور حرکت کرے اس وقت بسم اللہ دس مرتبہ کہے، سبحان اللہ دس مرتبہ کہے۔

### فصل جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ کا کہنا

حضرت ابن عمرؓ سے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں موقوفاً روایت کیا ہے، انہوں نے کہا ارفعوا بسم اللہ۔ بسم اللہ کہہ کر اٹھاؤ۔

بکر بن عبد اللہ مزنی سے ہے کہ جب جنازہ اٹھاؤ تو بسم اللہ کہو۔

### فصل مکھی کو غوطہ دیتے وقت بسم اللہ کا کہنا

ابن قتیبہ دنیوری نے اپنی کتاب تاویل مختلف الحدیث میں شمامہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت انسؓ نے مکھی کو پانی میں ڈبویا اور کہا بسم اللہ، تین مرتبہ اس طرح کیا۔

### فصل سوتے وقت بسم اللہ کا کہنا

سنن نسائی میں براء بن عازبؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب فرش پر آتے تو داہنے ہاتھ کا ٹیک لگاتے پھر فرماتے بسم اللہ۔ بزار نے بھی اس حدیث کو باسانا حسن

روایت کیا ہے۔

## فصل کوچ کے وقت بسم اللہ کہنا

سنن ابن ماجہ باب الوقوف بجمع کتاب المناسک میں حضرت بلالؓ سے وارد ہے کہ آپ ﷺ نے مزدلفہ کی صبح کو بلالؓ سے فرمایا: لوگوں کو خاموش کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری لغزشیں معاف کیں۔ اذفوا باسم اللہ۔ اب یہاں سے بسم اللہ کر کے نکلو۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں عبادہؓ اور ابو یعلیٰ نے انسؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

## فصل مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی وقت بسم اللہ کہنا

حافظ ابوبکر ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ باب ما یقول اذا دخل المسجد میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ مسجد میں جب داخل ہوتے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی محمد اور جب نکلتے تو فرماتے باسم اللہ اللہم صل علی محمد۔ جامع ترمذی وابن ماجہ و مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت فاطمہ الکبریٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ الخ اور جب نکلتے تو فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ الخ۔

## فصل دولہا کیلئے اول شب بسم اللہ کہنا

امام ابوبکر ابن السنی عمل الیوم واللیلہ باب ما یقول للعروس اس میں فاطمہ الکبریٰؓ کے نکاح کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا علی باسم

اللہ علی اہلک علی البرکۃ۔ بسم اللہ کہہ کر اپنی اہلیہ پر داخل ہو۔

## فصل چور پکڑتے وقت بسم اللہ کہنا

جامع ترمذی و مسند احمد و ابن ابی شیبہ و مکائد الشیطان ابن ابی الدنیا و عظمہ ابوالشیخ و طبرانی و حاکم و دلائل النبوت ابو نعیم میں حضرت ابو ایوبؓ سے مروی ہے کہ ان کی ایک کوٹھری تھی جس میں کھجوریں پھرا کرتے تھے۔ چوہیل آتی اور اس میں سے اٹھا کر لے جاتی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس امر کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اب وہ آئے تو بسم اللہ کہنا۔ وہ آئی اسے پکڑا اور کہا آپؐ کے پاس چل قصہ طویل ہے۔ معذرت کر کرنا چاہی گئی، پھر نہیں آئی۔ اس قسم کا واقعہ حضرت ابواسید ساعدی کے ہمراہ بھی پیش آیا۔ چنانچہ ابن ابی الدنیا نے مکائد الشیطان میں اور طبرانی اور ابو نعیم کی دلائل النبوت اور محمد بن نصر مروزی اور طیالس میں مروی ہے۔

## فصل جماع کی وقت بسم اللہ کہنا

صحیحین اور سنن اربعہ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جماع کی وقت بسم اللہ اللھم الخ کہا جائے اور مقدر میں بچہ ہو تو اسے شیطان ضرر نہ دے سکے گا۔

## فصل بازار میں داخل ہوتے اور نکلنے بسم اللہ کہنا

حضرت بریدہؓ سے مستدرک حاکم میں ہے بازار میں جائے یا وہاں سے نکلے تو بسم اللہ اللھم إني أسئلك خیر تک کہے۔

اور بھی بیشمار مقامات میں بسم اللہ کہنے کا ذکر وارد ہے۔ اختصار کی غرض سے اسی



پر اکتفا کرتا ہوں اور اپنی تحریر کو صحیحین کی حدیثوں پر ختم کرتا ہوں۔

## خاتمہ

اس میں صحیحین کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔

## پہلی حدیث

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم شام کرو تو اپنے بچوں کو روک لو باہر مت نکلنے دو، اس وقت شیطان منتشر ہوتے ہیں۔ جب کچھ حصہ رات سے چلا جائے تو پھر انہیں چھوڑ دو اور گھروں کے دروازے بند کرو۔ واذکروا اسم اللہ اللہ کا نام لے کر، اور برتن ڈھانکو اذکروا اسم اللہ اللہ کا نام لے کر۔ شیطان بسم اللہ کہہ کر بند کئے ہوئے کو نہیں کھول سکتا۔ یہ حدیث صحیح مسلم شریف کتاب الاثر بہ اور کتاب الاستیذان اور بدائع الخلق میں ہے۔

## دوسری حدیث

ابو ہریرہ سے ایک طویل واقعہ جس میں ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ اور رسول کریم ﷺ کا اپنے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھنا مذکور ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے فرمایا مجھے پیالہ دکھا میں نے آپ کو دودھ والا پیالہ لادیا فحمد اللہ وسمی۔ خدا کی حمد اور خدا کا نام لے کر بچا ہوا آپ پی گئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رسول کریمؐ سے جیسا جس طرح وارد ہوا اسی طرح تعمیل میں لانا چاہئے۔ جہاں آپؐ نے پوری بسم اللہ پڑھی وہاں پوری پڑھی جائے۔ اور جہاں صرف بسم اللہ ہی کہی وہاں اسی قدر کہیں۔ اسے آدھی سمجھنا ہماری حماقت اور جناب

رسالت کے ساتھ بے ادبی ہے۔ آپ کی اتباع اسکا نام نہیں۔ آپ کی اقتداء تمام مخلوق پر فرض ہے۔ آپ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ ان اہل مذاہب کی زخرفات کے دھوکہ میں نہ آنا چاہئے، خداوند کریم ہم سب بھائیوں کو آپ کی اتباع نصیب کرے۔ آپ ہی کی سنت پر چلائے اور وفات دے۔ آمین آمین یا رب العالمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلى الله على خير خلقه محمد واله وصحبه وسلم اجمعين۔ یوم شنبہ ۱۳ شوال المکرم ۱۴۲۹ھ میں یہ رسالہ تکمیل کو پہنچا۔

وانا الراجی رحمة ربه ابو عبد الكبير محمد عبد الجليل السامرودی  
كان الله له احد تلامذة العالم الامام الرباني ابي محمد عبد الوهاب  
الملتاني تجاوز الله وتسامح عنها وعن والديهافي دارالاغاني۔



تقریظ للامام المحقق العالم الرباني الحافظ الناقد البحدث  
الحجة الصمداني ابي محمد الملتاني قدس سره وادخله لجنته (آمین)  
بسم الله الرحمن الرحيم ○ حامد ومصلیاً اما بعد، عاجز نے  
رسالہ جمعہ کو اول سے آخر تک دیکھا۔ ماشاء اللہ مصنف یلمعی وفاضل المعی نے اس  
مردہ منت کو زندہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ دل کرے۔ اللهم بارک فی علمه وعمله  
انت المبارک فان لم تبارک فمن یبارک۔ حررہ العاجز ابو محمد عبد  
الوهاب الملتانی، نزیل الدہلی تجاوز الله عن ذنبه الخفی والجلی فی

رجب ۱۴۳۰ھ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ وازکی التحیۃ۔

## تقریر مولینا عبد الجبار صاحب کھنڈیلوی

الحمد لله على جميع الانعامات الباهرات والصلوة والسلام  
على صاحب المعجزات وعلى اله واصحابه صاحب الكمالات صلوة  
دائمة الى يوم الملاقات اما بعد فيقول العبد الضعيف عبد الجبار عفى  
الله عنه الغفار اني طالعت رسالة الجبجبة في سنية التسمية للفهامة  
الشيخ الفاضل الاخي في الله عبد الجليل السامرودي في تفريق  
التسمية من البسملة وسلك فيها مسلك التحقيق واحي سنة ميتة  
احي الله فواده بالقرآن المجيد فوجدتها ما شاء الله مملوءة بالدليل الحقيق  
جزى الله مؤلفها عنا وعن جميع المسلمين احسن الجزاء وجعل الله  
سعيه سعيا مشكورا والله اعلم وعليه اتم۔



## تقریر مولینا عبد القیوم صاحب بیربھومی

الحمد لله الهادي من استهداه وصلى الله على كل بنیه الذي  
اصطفاه وعلى آل كل الذين تحرروا رضاه۔ اما بعد۔ میں نے یہ رسالہ  
”جمجمہ“ از تالیف جدید اخي في الله جناب مولوی ابو عبد الکبیر محمد عبد الجلیل صاحب  
سامرودی سورتی طرفاً طر فامطالعہ کیا ما شاء الله في الواقع یہ رسالہ اپنے باب میں بے نظیر  
ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انکو مقبول بارگاہ کرے۔ آمین۔ رسالہ کا جو موضوع ہے یعنی فرق

بین سنت التسمیۃ والیسملۃ مصنف نے اسکو دلائل حقہ سے کمال طور پر ثابت کیا ہے۔ پھر عجیب لطف یہ ہیکہ مصنف نے اپنے دعویٰ کے جملہ دلائل کتب اصول دینیہ سے ثابت کیا ہے جسکی پابندی امت محمدیہ کے ہر فرد بشر پر فرض ہے۔ ان حوالجات کی تلاش و تفتیش میں ان کی غایت سعی کو اللہ وحدہ لا شریک لہ مشکور کرے اور اس سے بھی زیادہ توفیق بخشے۔ مصنف صاحب نے اس مردہ سنت کو زندہ کیا اسی اللہ قلبہ و عملہ و جزاہ احسن الجزاء واللہ اعلم وعلیہ اتم کتبہ ابو عبد القیوم بن عبد اللہ البیرہوچی البنجالی من تلامذۃ الحافظ الحجۃ قانع الشریک والبدعۃ ابی محمد عبد الوہاب الملتانی نزیل الدہلی عفی اللہ عنہ عن اجرامہما الخفی والجلی ۱۳۳۰ھ علی صاحبہا افضل صلاۃ وازکی تحیۃ۔



### تقریر مولینا ابو محمد عبد الستار صاحب، دہلوی

الحمد لله المحمود علی کل حال الذی باسمہ یستفتح کل امرذی بال والصلوۃ والسلام علی محمد نبی الرحمة الذی نسخت شریعتہ کل شریعة وشملت دعوتہ کل امة فلم یبق بعد لاحد حجة دون حجتہ۔ اما بعد۔ فیقول العبد الضعیف ابو محمد عبد الستار غفرلہ ولوالدیہ الغفار التلمیذ الابن للقائد بالکتاب والسنة القامع للشریک والبدعة العلامة الفاضل الشیخ الامام الہمام ابی محمد عبد الوہاب تاب علیہ التواب انی طالعت هذه العبارة الوجیزة والرسالة

الفخيمة - وتشرفت بقرأتها فوجدتها كالدرر الوسيبة البسمات  
بالجمجمة في سنة التسمية عند الاطعمة - فله در من اخرجها من  
الصدف الانيق - واستخرجها من البحر العميق وانا موافق لجميع  
ما في الباب ومسور بهذا الكتاب ○ خلافا لكل عنيد ومرتاب ○  
والله اعلم بالصواب ○ واليه المرجع والباب ○ وادعوا الله ان يعظم  
لى وله الاجر والشواب ○ فى يوم الحساب ○

تمت بالخير والعافيه

